بسلسلۂ اشاعت امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ

(نمبر ۹۲)

[illegible]

(از قلم فاضل اجل)

جناب مولانا مولوی سید محمد صادق صاحب قبلہ دام ظلہ

پروفیسر ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ نبیرۂ سرکار

نجم الملۃ اعلی اللہ مقامہ

(مطبوعہ)

سرفراز قومی پریس نان وا محل لکھنؤ

قیمت ۲/ محصول ۔/

فہرست رسائل امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	قیمت مجلد	نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	قیمت مجلد
۱	قاتلان حسینؑ کا مذہب	۰۴/	۱/	۳۶	مطلوب کعبہ	۱/	÷/
۴	وجوب حجت	۰۴/	۱/	۳۷	محاربہ کربلا	۲/	÷/
۵	اصول دین اور قرآن	۰۴/	۱/	۳۸	اسلام کا پیغام اُردو	۰/	÷/
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۰۴/	۱/	۳۹	دی مسیج آف اسلام انگریزی	۰/	÷/
۷	حسین اور اسلام اُردو	۱۰/	÷/	۴۰	اثبات عزاداری	۰۴/	۱/
۸	ہندی	۱÷/	÷/	۴۱	مسئلہ فدک	۰۵/	÷/
۱۰	متعہ اور اسلام	۹/	۲/	۴۲	تاجدار کعبہ	۱/	÷/
۱۱	امامت اثنا عشر اور قرآن	۰/	÷/	۴۳	خلافت و امامت حصہ اول	۰۵/	۱/
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۰۶/	÷/	۴۶	تحقیق اذان	۱/	÷/
۱۶	مذہب باب و بہا	۰۵/	÷/	۴۷	ذوالجناح	۰/	÷/
۱۷	نوروز اور غدیر	۱/	÷/	۴۸	شہدائے کربلا حصہ اول	۴/	۱/
۱۸	مجاہدۂ کربلا	۲/	÷/	۴۹	کربلا کا مہاسمر ہندی	۳/	÷/
۲۰	دی مارٹیڈم آف حسین انگریزی	۲/	÷/	۵۰	حسین اندی ملین آف کربلا انگریزی	۰۱/	÷/
۲۱	اسوۂ حسینی	۰۷/	۱/	۵۱	مشہد اعظم	۱/	÷/
۲۲	جنگ صفین	۳/	÷/	۵۲	لا تفسدوا فی الارض	۰۸/	۱÷/
۲۳	تذکرۂ حفاظ شیعہ حصہ اول	۰۶/	۱÷/	۵۳	نہج البلاغہ کا استناد	۰۴/	۱/
۲۴	حصہ دوم	۰۵/	۱/	۵۴	خلافت و امامت حصہ چہارم	۰۳/	۱/
۲۵	مقصود کعبہ	۱/	÷/	۵۵	شہدائے کربلا حصہ دوم	۰۵/	۱/
۲۶	مذہب باب و بہا حصہ دوم	۹/	۱÷/	۵۶	ائمہ کے تعلیمات	۰۴/	÷/
۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۹/	۱÷/	۵۷	حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام	۱/	÷/
۳۲	دور استبداد	۰۴/	۱/	۵۸	اسلامی عقائد	۲/	÷/
۳۳	حقیقت بداء	۲/	÷/	۵۹	آثار باقیہ	۱/	÷/
۳۴	خطیب آل محمدؐ	۰۴/	۱/	۶۰	صحیفہ سجادیہ کی عظمت	۰۱/	÷/
۳۵	تدوین حدیث	۱/	÷/	۶۱	خلافت و امامت حصہ پنجم	۰۶/	۱/

[illegible]

از قلم فاضلِ اجل مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ دام ظلہ

نبیرۂ سرکار نجم الملۃ اعلی اللہ مقامہ

(مطبوعہ)

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

امامیہ مشن کے خدمات کا نمبر (۹۲)

"اثبات حجت"

امامیہ مشن سے ایک رسالہ ابتداء میں اسی موضوع پر "حجت" کے نام سے حضرت سید العلماء دام ظلہ کا شایع ہو چکا ہے جو بیحد مقبول ہوا اور مشن کو اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شایع کرنا پڑا۔ اب جناب مولانا سید محمد صادق صاحب قبلہ نبیرہ سرکار نجم الملۃ پروفیسر شیعہ عربی کالج لکھنؤ نے بھی اسی موضوع پر یہ زیر نظر رسالہ تحریر فرما کر مشن کو شایع کرنے کے لیے مرحمت فرمایا ہے جس کو ہم نہایت شکریہ کے ساتھ شایع کر رہے ہیں موصوف کی ایک اور تصنیف "حقیقت بداء" کے نام سے مشن شایع کر چکا ہے جو بہت زیادہ پسند کی گئی ہے۔

امید ہے کہ افراد قوم توجہ سے ملاحظہ فرمائیں گے اور اس کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ والسلام

خادم ملت
آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

شمعِ فانوسِ عصمت کی تجلّی

(کا)

کائنات عالم پر اثر

پردہ پوش غیبت کے وجود پر عقل و نقل کی مستند گواہیاں

امام کا وجود ہر زمانہ میں ضروری ہے

وہ امامت کا آخری نقطہ جس کو قدرت نے غیبت کے حجابوں میں روپوش کر دیا ہے۔ وہ حریم عصمت کا باعزت مکین جس کو صحیح معنوں میں فضائل نبوت کی تصویر اور کمالات امامت کا مجسّمہ کہا جا سکتا ہے وہ عالم

کی پاک ہستی جس کے وجود پر پیغمبر اسلام کی ناقابل انکار حدیثیں پوری قوت کے ساتھ روشنی ڈال رہی ہیں جس کی عصمت کی تجلیاں عام انسانوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود انسانی مصالح کی حفاظت شرعی حکم و فرائض کی نگہداشت گم کردہ راہ افراد بشر کی راہنمائی کا فریضہ اپنی خصوصیت روحانیت کے ساتھ انجام دے رہی ہیں جس کے ساتھ حقوق بشری کی زندگی تمدن و اخلاق کی رگ حیات وابستہ ہے کیا ایسے انسان کے وجود کا عقیدہ ضروری نہیں ہے۔ اس کا اثبات کے علاوہ اور کسی صورت سے جواب نہیں دیا جا سکتا بے شک اگر اسلام کی تعلیمات کسی خاص دائرہ تک محدود ہوتیں تو حفاظ شریعت کا دائرہ بھی ہم وہیں تک محدود قرار دیتے لیکن انسانی اصلاح اور حقوق بشری کی مراعات کے لیے اسلامی دستور العمل کو صبح ازل سے لے کر شام ابد تک باقی ماننے کے بعد یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کی حفاظت کرنے والوں کا وجود محدود قرار دے دیا جائے۔

یقیناً مستقبل کے ہر دور میں ایسے انسانوں کی ضرورت ناگزیر ہے جن کو مخلوقات کے مصالح عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے خود ذات احدیت نے منتخب فرمایا ہو جن کے اندر بشری تنظیم کا پرخلوص جذبہ موجود ہو یقیناً اگر منصب کے انتخاب میں اسی پہلو کا لحاظ رکھا جائے گا تو بشریت فطری نقائص سے ہمیشہ محفوظ رہے گی اور شرع اسلامی کے احکام حکمت و مصلحت کی

روشنی میں انجام پذیر ہوتے رہیں گے اور اسی کے ساتھ ظلم و ستم جبر و استبداد
اور ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے آئین کو غیر آئینی حیثیت میں لانے کے
باوجود زبردستی آئینی بنا لینے کا بھی کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ ایسے
انسان کی سیرت کا جب کبھی تم جائزہ لو گے تو تمھیں اُس کے حرکات و سکنات
مکارم اخلاق کا سرچشمہ عادات حسنہ کا گنجینہ نظر آئیں گے اور پھر تو دقیق نظر
کے باوجود بھی اُس کے اندر ریاکاری فریب وہی خواہش پرستی اور غیر اخلاقی
امور کا شائبہ تک نظر نہ آئیگا۔ وہ بشری نقائص سے بری ہوگا اور اُس کے
منصب کی بنیاد اُس فیصلہ پر ہوگی جس میں عدل و انصاف رعایت حقوق و
مساوات کے پہلو نمایاں طور پر ظاہر نظر آئیں گے مستقبل کے ہر دور میں
اصلاح امت و تعلیم انسانیت کے لیے ایسی ذات کی موجودگی جس کے انتخاب
کی کڑیاں واجب الوجود تک منتہی ہوتی ہوں ضروری قرار دینے کے بعد اب
جس حد تک سوال کا تعلق باقی رہ جاتا ہے وہ صرف اتنا کہ ایسی بابرکت ذات
کو نہاں کیوں کیا گیا اور وہ موجود ہے بھی یا نہیں۔ ہمارے ثبوت کی دنیا
اگر دلائل و بینات سے خالی ہوتی تو ہم یقیناً مستفسر سے اس کا سوال کرتے
کہ اُسے ایسی ذات کے وجود پر دلیل طلب کرنے کا حق کیا ہے جس کے وجود
پر تاریخ کی مستند شہادتیں مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں۔ حضرت حجت کے سلسلہ
حیات کے منقطع ہو جانے پر مستفسر کے پاس کسی تاریخی ثبوت کا موجود نہ ہونا

یہ خود مستفسر کے سوال کی بیخکنی کرنے کے لیے کافی ہے دوسرے معنوں میں یہ کہا جائے کہ جس طرح مستفسر کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وجود حجت کی دلیل کیا ہے بعینہ یوں ہی ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ اس کے عدم کا ثبوت کیا ہے۔

لیکن چونکہ ہمارے پاس وجود حجت کے متعلق بے شمار ادلہ موجود ہیں۔ بنا بریں ہم اس معارضہ کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے وہ متیقن دلیلیں پیش کریں گے جن کی قوت کے سامنے مستفسر کا ضمیر دعوی کی صداقت کا اعتراف کرتا ہوا نظر آئے گا۔

مقتضی عدل کیا ہے

جس وقت سے انسانیت کی نیو پڑی اور اشرف المخلوقات کے وجود کی داغ بیل ڈالی گئی اُس وقت سے لے کر اس وقت تک کے حالات کا استقرار کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نقطۂ کمال علم و حکمت کی طرف سے اقتضاء عدل و انصاف کے لحاظ سے تعمیر و تخریب ہدایت و ضلال کی قوتوں میں توازن رکھا گیا جس طرح ضلال کے لیے ایک خارجی اور ایک داخلی گمراہ کن تھا اُسی طرح گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرنے اور انسانوں کے بھٹکتے ہوئے قدموں کو شاہراہ نجات و استقامت پر قائم کرنے کے لیے ایک داخلی اور ایک خارجی رہنما ہادی برابر آتے رہے۔

تاریخ کی باوثوق شہادتیں اپنے وثوق کے استحکام سمیت اس کی
گواہ ہیں کہ فطرت کا یہ نظریہ ابتدائے خلقت سے لے کر خاتم النبیین کے
آخری دور تک برابر جاری و مستمر رہا۔ کیا یہ استمرار اس کا شاہد قوی نہیں
قرار دیا جا سکتا کہ انسان دو گمراہ کنوں کے مقابلہ میں فطرتاً دو ہادیوں کا
بھی محتاج ہے جب تک ایسا نہ ہوگا اس وقت تک اس کے مقصد خلقت
و ایجاد کی تکمیل نہیں ہو سکتی بے شک یہ تاریخی حقیقت انسان کی کمزور طبیعت
کو دو مساوی قوتوں کا محکوم ثابت کر رہی ہے اور یہ بتا رہی ہے کہ اس کو
خطرناک مقامات میں مہالک و آفات سے بچانے کے لیے ویسی ہی طاقت درکار
ہے جیسی کہ مقابل قوت فرض کی جا چکی ہے۔

(قوتوں کی تفصیل)

وہ دو قوتیں جو داخلی و خارجی حیثیت سے نوع البشر کو بیہودگی و
سفاکی ظلم و جور عصبیت و استبداد جیسے غیر اخلاقی نقاط کی طرف توجہ والتفات
کا سبق دیتی ہیں اُن میں سے ایک نفس امارہ ہے جس کو مضل داخلی اور
ایک شیطان ہے جس کو مضل خارجی کہا جاتا ہے یہ دونوں طاقتیں بساط
روحانیت کو منقلب اور نظام ایمان کو درہم و برہم کرنے پر ہر وقت آمادہ و مستعد
رہتی ہیں اگر ان مخالف قوتوں کے مقابلہ میں انسانیت کو نقطۂ اعتدال پر

قائم رکھنے والی قوتیں کمزور ہوتیں تو نظام روحانیت کا درہم برہم ہو جانا بالکل یقینی تھا اور اگر ان کی قوت مقابل طاقت سے زیادہ ہوتی تو مقابل قوتوں کو خداوند عالم کے عدل و انصاف کا شکوہ سنج ہونا پڑتا بنا بریں گمراہ کن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے خلاق عالم نے صرف دو ہی قوتیں خلق فرمائیں ایک داخلی جس کا نام عقل دوسرے خارجی جس کا نام نبی یا پیغمبر ہے بدو خلقت سے لے کر اب تک فلک کی غیر منقطع گردشیں یعنی لیل و نہار کے مسلسل دور اس کے گواہ ہیں کہ آدم سے لے کر خاتم تک مقابلہ اسی نوعیت کے ساتھ قائم رہا اور نبوتیں شیطان کے پیدا کردہ اشتباہات کو تیقن کا لباس پہناتی رہیں۔

جن اغراض و مقاصد کے ماتحت مقابلہ میں مساوات کا لحاظ رکھا گیا تھا انھیں مقاصد کی موجودگی میں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ بغیر کسی عقلی سبب علت کے سلسلہ مساوات کو منقطع کر دیا جائے۔ قانون عدالت کا مقتضی یہ ہے کہ جس طرح خاتم النبیین کے دور نبوت تک شیطان و نفس امارہ کے مقابلہ میں دو ہدایت کرنے والے یعنی عقل و پیغمبر انسانیت کے پر پیچ راستوں پر مشعل ہدایت بنا کر بھیجے جاتے رہے اسی طرح آج بھی شیطان و نفس کی کفر خیز یورشوں کو دفع کرنے کے لیے دو ہادی ہونے چاہئیں کتنی عصبیت و تنگ نظری ہے کہ ابلیس کا وجود تسلیم کرنے میں تو کسی قسم کا

پس و پیش نہیں کیا جاتا لیکن ایک ہادی کے وجود میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے ہیں۔ عقلی حیثیت سے کسی قوت کو جائز غلبہ دلانے کے لیے اسکی ضرورت ہے کہ مقابلہ میں مساوات کا پہلو پیش نظر رکھا گیا ہو۔ اسی بنا پر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سابق کی طرح اس وقت بھی دو گمراہ کنوں کے مقابلہ میں دو ہادی موجود ہیں ایک عقل اور دوسرے حجۃ العصر اگر وجود حضرت حجت سے انکار کر دیا جائے تو قانون عدالت کو سخت صدمہ پہونچے گا اور حقیقتاً یہی وہ چیز ہے جس کے اثبات میں قرآن ہمہ تن آواز بنا ہوا ہے

بقاء تمدن کیلئے امام کا ہونا ضروری ہے

یہ حقیقت پایۂ ثبوت تک پہونچ چکی ہے کہ افراد نوع انسانی اپنی اجتماعی زندگی میں لازمی طور پر کسی ایک ایسے قائد کے محتاج ہیں جو بشریت کو اُس کے نقائص سے منزہ کرنے پر قادر ہو جس کے ذاتی افعال و اعمال نقائص سے بری ہوں۔ جو تمدن کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کے انتظام اور معاشرت کے بگڑے ہوئے مرقع کے سنوارنے پر پوری قوت و طاقت رکھتا ہو۔ انسان فطرۃً خواہشات نفس کا پرستار اور ظلم و جبر بیجا رعایت لوٹ مار غرض کہ تمام نقائص و کمزوریوں کا مجسمہ ہے اور ان کمزوریوں سے نوع بشری کی کوئی بڑی سے بڑی فرد بھی مستثنیٰ نہیں کی جا سکتی اگر مختلف و متضاد فطری

قوتوں پر نظر کرنے کے بعد جن کو قدرت نے انسانی کالبد میں پوشیدہ کر دیا ہے انسان کا کچھ مخصوص صفتوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا قریب قریب محال ہے ہم مانتے ہیں کہ اگر انسان میں صرف قوت قدسیہ ہی ہوتی تو وہ صبر رضا عبادت، وقناعت زہد و تقویٰ ہی جیسی صفتوں سے ہمیشہ متصف نظر آتا۔ اندر رذائل اخلاق کا اُس سے کسی قسم بھی صدور نہ ہوتا لیکن قوت ملکیہ شہویہ غضبیہ جیسی مختلف ومتخالف قوتوں کو ایک ہی نقطہ پہ مجتمع کرنے کے بعد کسی طرح اس امر کو قرین امکان نہیں قرار دیا جاسکتا کہ کوئی شخص ہمیشہ اخلاقیات ہی کا پابند رہے بلکہ بے شمار ایسے مواقع بھی پیدا ہوں گے جن میں انسان جنگ جدال بغض وحسد طمع ولالچ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نظر آئے گا اندر اجتماعی زندگی میں بے شمار ایسے اوقات بھی ملیں گے جن میں جلب منفعت کے جذبات نزاعی صورتوں کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے اور اکثر ایسا بھی ہوگا کہ کچھ لوگ اپنے نفع کی غرض سے دوسرے لوگوں کو نقصان پہونچانے کی کوشش کریں گے تو پھر کیا ان کو اسی حالت پہ چھوڑ دیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں عقل یہی ہدایت کرتی ہے کہ ایسے وقت میں ہمیں کسی ایسی ہستی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس کے ہاتھ میں الہامی تعلیمات کا صحیفہ ہو جس کے حرکات وسکنات اعمال وافعال فطرت کے خط وخال کی صحیح نقشہ کشی کر رہے ہوں جو معصوم ہو اور تمام انسانوں کی

طرح بیجا رعایت۔ خود پرستی۔ بوالہوسی طلب جاہ و حشم جیسی صفتوں سے
بالکل غیر متعلق ہو تاکہ اُس کی موجودگی میں قوی ضعیف پر ظلم نہ کر سکے اور
صغیر و کبیر غنی و فقیر کے لیے مساویانہ حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا حق
حاصل ہو۔ اور جائز الخطا انسانوں کی طرح اُس سے حسب منشاء قانون
ترمیم تحریف کرنے کا شبہ نہ ہو سکتا ہو۔ خطا کار انسانوں کی طرح اگر قانون
الٰہی کا سبق سکھانے والا بھی گنہگار رہے گا تو اُس کے متعلق کوئی ایسا ثبوت
ہوگا جس سے اس کی صداقت پر اعتماد کیا جا سکتا ہو قانون میں حسب منشا
ترمیمات نہ ہونے کا ثبوت اُس وقت تک فراہم نہیں ہو سکتا جب تک
معلم قانون کو معصوم تسلیم نہ کر لیا جائے یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے اُمت
کی راہ نمائی کرنیوالوں کیلئے گنہگار نہ ہونے کی شرط لگا دی ہے بیشک اگر
معلم معصوم و غیر خطا کار ہے تو اس کا ہر قول قابل اعتماد اس کی ہر تعلیم الٰہی
منشاء کے مطابق اُس کی ہر حرکت عدالت کا نمونہ اور اس کا ہر حکم ہر شخص
کے لیے قابل امتثال ہوگا۔ تمدن کا سلسلہ اگر منقطع ہو چکا ہوتا تو بھی ہرگز
اس پر اصرار نہ ہوتا کہ امام یا دوسرے لفظوں میں مصلح تمدن کا وجود ہر زمانہ
میں ضروری ہے لیکن تمدن جس کی موجودگی میں ہم خلقت کے ابتدائی دور
سے لے کر ختم نبوت کے دور تک ایک ہادی کے وجود کا اقرار کرتے چلے آئے
ہیں اُس کی موجودگی کو تسلیم کرانے کے بعد ہمیں اس وقت بھی ایک ایسی ہی ہستی کا

وجود کا ماننا ضروری ہو جس کے وجود سے تمدن کا رشتہ وابستہ ہو۔ اور جبکہ آدم سے لے کر خاتم النبیین تک ایک نہ ایک شخص ہمیشہ ایسا موجود رہا جس میں امارت عامہ کی قابلیت و استعداد موجود تھی تو اس وقت کون ایسا مانع ہے جس کی موجودگی میں ہم اس کے وجود کا انکار کر بیٹھیں۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو چکا ہوتا اور یہ آیت کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ختم نبوت کی تعلیم نہ دے چکی ہوتی تو اس ضرورت کو پورا کرنے کیلیے یقیناً کوئی نبی آتا لیکن انسداد باب نبوت کے بعد حفاظ شریعت کے وجود سے کم از کم کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایک ضروری تشریح

ہم سابق میں اس امر کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ منکر وجود حجۃ کو اُن کے وجود کی دلیل مانگنے کا کسی طرح حق حاصل نہیں ہے عقلاً یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ اگر کسی شے کا وجود یا عدم دلائل عقلیہ یا نقلیہ سے پورے طور پر ثابت و محقق ہو چکا ہو تو اُس وقت تک جب تک کہ اُس حقیقت کے خلاف کوئی قوی دلیل ثبوت کی منزل میں پیش نہ کی جائے اُس وقت تک اُس کا ثبوت اور نفی ثبوت کی صورت میں تبدیل نہیں ہو سکتی اس معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم وجود حضرت حجۃ کو اس پر منطبق کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں تاریخ کی مسلسل شہادتیں کتب سیر کی مستند گواہیاں اس عقیدہ کی بنیاد

کو پورے طور پر مضبوط و مستحکم بنا چکی ہے کہ سرپا امامت کا آخری تاجدار زینت آغوش نرجس پیدا ہوا اس کے وجود کا یقین کر لینے کے بعد جب تک ہمیں تاریخ کی مستند گواہیوں سے اس کا یقین نہ کرا دیا جائے کہ اس کی حیات کا رشتہ شہادت یا وفات سے منقطع ہو گیا اس وقت تک یہ اصرار کرنا بالکل بیجا ہے کہ ہم اس کے وجود کے منکر ہو جائیں۔ مورخین نے جہاں تک لکھا ہے وہ صرف اتنا کہ غاب فلم یعرف خبرہ آپ غائب ہو گئے اور اس کے بعد پھر آپ کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی ممکن تھا کہ غیبت کے طولانی سلسلہ کو موت پر محمول کر لیا جاتا لیکن جس کے متعلق مورخین نے غیبت کا اقرار کیا ہے وہ انسان کامل تھا بنا بریں اس کی طولانی مدت غیبت کو موت پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ یقیناً انسان کامل ہونے کی حیثیت سے ۱۳ سو برس کیا اگر چاہے تو لاکھوں برس تک اپنے سلسلۂ حیات کو جاری رکھ سکتا ہے۔

ضرورت امامت پر ایک اور دلیل

ہٹ دھرمی و تعصب تنگ نظری و کم فہمی یا اگر عقل کی قوتوں کو معطل نہ بنا دے تو ارباب بصیرت کیلئے اس امر کا تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ خداوند عالم کی ذات ظلم و بے انصافی سے مبرا ہے وہ نہ ظالمین کو ظلم پر مجبور کرتا ہے نہ مظلومین کو ان کے اجر و ثواب سے محروم رکھتا ہے بغیر استحقاق نہ کسی کو وہ ثواب دیتا ہے نہ عذابوں میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ ظلم کے ہر اثر سے پاک ہے اس کے ثبوت

ہیں ہم قرآن کی بے شمار آیتیں پیش کر سکتے ہیں لیکن اثبات عدل چونکہ ہماری دلیل کا ضمیمہ ہے بنا بریں اس کا لحاظ کرتے ہوئے ہم مختصر قرآنی نظائر پیش کرتے ہیں جو یہی ہمارے دعوے کو متقن بنانے کے لیے کافی ہوں گے۔

عدل کا قرآنی آیتوں سے ثبوت

ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً ولکن انفسھم یظلمون خدا لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن یہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں ذالک بما قدمت یداک ان اللہ لیس بظلام للعبید یہ انھیں کاموں کا عوض ہے جو تو نے پہلے کئے تھے اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرنے والا ہے۔ وما اللہ یرید ظلما للعباد خدا بندوں کے ساتھ ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا ہے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط۔ خدا ملائکہ اور اولو العلم سب اس کے گواہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی الہ نہیں اور وہ عدل کے ساتھ قائم ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ خدا کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید جس نے عمل صالح کیا اپنے لیے کیا اور جس نے عمل بد کیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور تمھارا خدا تو بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے وما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید میرے پاس بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں قل امر ربی بالقسط کہدو میرے رب نے مجھے نیکی کا حکم کیا ہے۔

ان قرآنی آیات کے علاوہ اگر دلائل کلامیہ پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی اسی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہوئی نظر آئیں گی اس کے بعد کوئی ایسی اہم ضرورت نہ تھی جس کی بنا پر قارئین کرام کے سامنے عدل و ظلم کا مفہوم بھی دہرایا جاتا مگر ممکن ہے کہ اس سے موضوع بحث پر کچھ زیادہ روشنی پڑ جائے اس لیے ہم یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ عدل و ظلم کیا چیز ہے۔ اصطلاحی حیثیت سے ظلم اُن اعمال و افعال اور حرکات و سکنات کا نام قرار دیا گیا ہے جو اپنے نقاط وضعی سے ہٹ کر کسی دوسرے مقام پر پائے جائیں یوں ہی عدل اُن حرکات و سکنات کو کہتے ہیں جو افراط و تفریط کے درمیانی حدود میں اعتدالی حیثیت سے نظر آ رہے ہوں مذکورہ بالا حدود کا لحاظ کرتے ہوئے جب ہم انسانی سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے سامنے بے شمار ایسے بشری افراد آتے ہیں جنھیں کسی طرح مفہوم عدل کا مصداق نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اپنے مقاصد کے لیے دوسروں کے اغراض کو پامال کر دینا غیر اخلاقی حرکات کا مظاہرہ کرنا ہوا و ہوس کی زنجیروں میں مقید طمع اور لالچ وغیرہ کا خوگر ہونا یہ تمام چیزیں انسانی سیرت کا خمیر ہیں شرق سے لے کر غرب تک جنوب سے لے کر شمال تک اگر کافی جستجو کرو گے تب بھی تھیں ظلم کے علاوہ عدل کا مکمل نمونہ نظر نہ آئے گا پھر کیا اس حالت میں کسی مجسمۂ عدل کا ہونا ضروری نہیں ہے نہیں یقیناً ان حالات کی موجودگی میں ذات احدیت کی طرف

سے کسی ایسی ذات کا موجود ہونا ضروری ہے جس کو عدل کامل کی مثال قانون عدل کا ترجمان عصمت کا مجسمہ کہا جا سکتا ہو

ہزاروں برس تک مکمل جستجو کرنے کے بعد بھی اگر ہمیں کوئی ایسی ذات ملے گی تو اس وقت وہ صرف حضرت ہی کی ذات ہوگی جس کی عصمت پر دنیا کی زبانیں گواہ اور وجود پر اسلامی تاریخیں شاہد ہیں یہی وہ ہستی ہے جو عدالت کے کام کو بطور اکمل انجام دے سکتی ہے۔

منکرین وجود حجت کا ایک اہم خیال اور اس کی تردید

منکرین غیبت ولی مطلق حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ کے وجود میں جن جن وجوہ کی بنا پر پس و پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ وجہ بھی ہے کہ ان کے خیال میں عمر کا طولانی ہونا قابل استبعاد ہے ان کے نزدیک کسی شخص کے فوت ہو جانے پر اگر کوئی حسی یا نقلی دلیل موجود نہ ہو تو صرف اتنی طولانی مدت تک اس کا روپوش ہونا ہی اس خیال کی بنیاد کو قوی و مستحکم بنانے کیلئے کافی ہے کہ اس کے وجود کا رشتہ منقطع ہو گیا یہ خیال ایک عجیب و غریب حیثیت رکھتا ہے کہ طول عمر خود سلسلہ وجود حضرت حجت کے انقطاع کی بنیاد ہے حالانکہ ہم قبل میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یقین کا ازالہ یقین کے علاوہ اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتا بیشک اگر امام دوازدہم کے عدم پر کوئی یقینی چیز پیش کی جاتی تو ہم معترض کے عقیدہ کو صحیح تسلیم کر لیتے لیکن دعوے کی ثبوت میں ایسی بات پیش کرنا جس کی اساس خود نقش بر آب

کیے جا سکنے قابل ہی ہرگز نہ قابل قبول اور مثبت دعویٰ نہیں ہو سکتی

طول عمر قابل استبعاد نہیں

قارئین کرام اگر صبر سکون کے لمحوں میں طول عمر کے فلسفہ پر غور کرینگے تو حقیقت کا کھلا ضمیر کو دعوے کی بے آہنگی کا اعتراف کرنے پر مجبور کریگا۔ دائرہ حیات کی غیر معمولی وسعت رشتۂ حیات کا ایک طولانی مدت تک منقطع نہ ہونا اگر غور کیا جائے تو فلسفہ اسکی تائید کرتا ہوا نظر آئیگا علوم طبعیہ عنصریہ کے ماہر اس حقیقت کا کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ اجسام عناصر کا مجموعہ ہیں اور عمارت جسم کی بنیاد جن ارکان پر قدرت نے قرار دی ہے وہ صرف عناصر ہی ہیں اُنھیں کے باہمی اختلاط و ارتباط کو حکما مزاج کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اگر فطرت کے مضبوط ہاتھوں نے عناصر کی باہمی ترکیب میں مساوات کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور جسم کی کیفیات اربعہ میں مساوات کی حدیں قائم کر دی ہیں تو اس مزاج کو حکما معتدل اور جو ان خصوصیات کے مخالف ہو اُسکو غیر معتدل کہتے ہیں۔ جسم کی صحت اُس کا عوارض سے محفوظ رہنا اُس کے بقا کے سلسلہ کا طولانی ہونا اس کے لیے ضرورت ہی کہ مرکبات عنصریہ کے اجزاء ترکیبی باہم متوازن ہوں توازن کی صورت میں قوی ناقابل تحلیل ہونگے اور یہی وہ چیز ہی جس کی وجہ سے دائرہ حیات کی وسعت قابل امکان تسلیم کی جا سکتی ہی غور کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ اس دنیٰ عالم میں مخلوقات کی کثرت و فراوانی کے باوجود جس مخلوق کے مزاج کو زیادہ سے زیادہ معتدل قرار دیا

جاسکتا ہے وہ صرف انسان ہے۔ یہی وہ مخلوق ہے جو اپنے تمام نقائص کے باوجود کلی
ماتحت قوتوں کا جامع ہے ترکیبات کی نشوونما ارتقار کی اختتامی منزلیں کیفیات مزاجی
میں سب سے اشرف و اعلیٰ ہے اس کے اندر روح جمادی روح نباتی روح حیوانی
اور اسی کے ساتھ نفس ناطقہ و قوت قدسیہ کا جلوہ بھی ہر وقت نظر آسکتا ہے اور
یہی آخری قوت حقیقتاً وہ قوت ہے جس کی وجہ سے انسان کو صف اشرفیت میں
جگہ ملی۔ بیشک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن اُس کے تمام افراد کو خصوصیات
کے لحاظ سے مساوی درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ کوئی صحیح ہے تو کوئی مریض کوئی قوی
ہے تو کوئی ضعیف کسی کی عمر کا دائرہ تنگ ہے تو کسی کا وسیع۔ وہ بھی ہیں جن کے
نتائج افکار علمی تحقیقات کی فہرست میں قابل قدر اضافات کے باعث
ہوئے اور وہ بھی ہیں جنکے قوی ادراک ہمیشہ جمود کی زنجیروں میں جکڑے رہے
پھر درجات کی ترتیب بھی ہے کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل، کوئی فقیر ہے تو کوئی غنی
ترقی و تنزل ضعف و انحطاط کی یہ تمام تفریقیں اُن حکمتوں کی اساس پر مبنی ہیں
جن کا بنیادی تعلق واجب الوجود سے ہے۔

انسانیت ان تمام باہمی اختلافات کے باوجود جس آخری کمال کے نقطہ پر
دم لیتی ہے یہی نقطہ جس پر کمالات کی انتہا فضائل کا اختتام ہو جاتا ہے وہ
صرف نبوت ہے۔ اسی منصب میں قوئی نفسانیہ و روحانیہ کے کمالات جلوہ فگن نظر آتے
ہیں یہی وہ منصب ہے جس کو بجا طور پر مساوات پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے

اسکی وسعت اقتدار کسی خاص حد تک محدود نہیں جس حد تک انسانیت کا دائرہ وسیع قرار دیا جا سکتا ہو وہاں تک اس کو بھی وسعت حاصل ہوگی۔ یہی وہ منصب ہے جسکے حامل کو قدرت کی طرف سے روحانیت کا نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اسکی تعلیمات کو سنیں اسکے اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں اسکی اطاعت کو اپنا فریضہ خیال کرتے رہیں یہ عہد نوع انسانی کی ترقی کا وہ آخری زینہ ہے جہاں مقدمات سابقہ کے نتیجہ کے طور پر اعتدال مزاج نقطہ اوج کمال پر فائز ہوگا اور صحت جسمانی کی وجہ سے تحلل قویٰ کم اور ضعف کی رفتار سست پڑتی ہوگی جسکی وجہ سے روح حیوانی پر آثار تحلیل طاری نہ ہو سکیں گے اور روح حیوانی اس وقت تک جبتک کہ اسباب خارجیہ حائل نہ ہوں خارجی اثرات سے محفوظ رہے گی۔ یہی حقیقتاً طول عمر ہے۔

تاریخ کے اندر ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے جنھوں نے روح حیوانی کو تحلل سے بچانیکی تدبیریں کیں اور ان کی عمریں کافی وسعت پذیر ہوئیں۔

ذیل میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست درج کی جاتی ہے۔

	اسمائے معمرین	مدت حیات		اسمائے معمرین	مدت حیات
۱	حضرت آدم	۶۰۰ سال	۸	ربیع ابن ضبیع الفزاری	تقریباً ۳۴۰ سال
۲	حضرت نوح	۱۳۰۰ یا ۱۹۵۰ ؍	۹	شداد بن عاد	۹۰۰ ؍
۳	سام بن نوح	۶۰۰ سال	۱۰	اکثم ابن صیفی التمیمی	۳۰۰ ؍
۴	ارفخشد	۴۰۰ ؍	۱۱	درید ابن زید النہدی القضاعی	
۵	کالب بن یوحنا	۱۰۰۰ ؍	۱۲	ذوالاصبع حرثان ابن محرث العدوانی	۳۰۰ ؍
۶	حضرت لقمان	۱۰۰۰ ؍			
۷	عبید بن شرید الجرہمی	۳۵۰ ؍	۳	سوبا الکاہن	۳۰۶ ؍

ان تمام معمرین کے علاوہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ، حضرت خضرؑ، حضرت الیاسؑ حضرت ادریسؑ کل فرق اسلامی تسلیم کرتے ہیں کہ اب تک زندہ ہیں۔

ایسی صورت میں غور کرو کہ شیعوں کا یہ اعتقاد کہ امام عصر مہدیؑ موعود حجت منتظر محمد بن الحسن الزکی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن اسرار حکم کی بنا پر جن کا ہم آئندہ تذکرہ کرینگے علم مکنون باری میں مستتر ہیں اور دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود اب تک موجود اور اپنے فرائض منصبی کو ادا کر رہے ہیں کیونکر قابل استبعاد قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ ہم اُن کو انسان کامل بھی فرض کر چکے ہیں۔

موضوع بحث تقریباً بالکل واضح ہو چکا ہے اور اب جس بات کی کمی نظر آتی ہے وہ صرف اتنی کہ حجۃ العصر کو اکمل ترین افراد انسانی ثابت کیا جائے جس کے لیے ہم قارئین کرام کو شواہد ذیل کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

پروردۂ آغوش نرجس کے قدم کمال کی منزل پر

فانوس کمال کی وہ لودیتی ہوئی شمع برج عصمت کا وہ ضوفشاں ستارہ جو شب نیمہ شعبان کو آغوش نرجس کی زینت بنا اپنے مخصوص کمالات کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر کہے جانے کا مستحق ہے۔

انسانیت کا رہبر کامل امت محمدیہ کا راہنما شریعت اسلامیہ کا حافظ الہامی قطعیات کا ترجمان پیغمبر اسلام کیطرح صحیفہ امامت کی آخری تحریر ہونے کے علاوہ اس امر پر بھی افتخار کر سکتا ہے کہ اسکی ہدایت کا دور وہ دور ہوگا جس کے خط و خال پیغمبر کے

دورِ بعثت سے بہت زیادہ مشابہ قرار دیے جانے کے مستحق ہوں گے۔

جس طرح خاتم المرسلین کے دورِ بعثت کے وقت زمانہ فتنہ و فساد سے لبریز تھا کفر کی تاریکی فضاءِ عرب پر محیط تھی اور توحید کے پُر اثر نغمہ کا بلند کرنا ماحول کی تمام فضا کو تھرا دینے کیلئے کافی تھا بعینہ اُسی طرح پردہ پوش غیبت کے ظہور کا زمانہ بھی ایسا ہی ہوگا فضا ظلم و جور سے معمور ہوگی کفر کی تاریکیاں فضا پر قبضہ کر چکی ہونگی اور ایسے لوگوں کے وجود سے مامنِ گیتی کا آغوش خالی ہوگا جو آزادی کے ساتھ حق کی آوازیں بلند کر سکتے ہوں اُس وقت آغوشِ نور جس کا پروردہ انسانیت کا رہبر کامل پیغمبر کی نوید کو عملی صداقت کا لباس پہنانے کیلئے حجاب غیبت سے باہر آئیگا۔ اور جس طرح بانی اسلام نے کفر و الحاد کی آوازوں کو دبا کر توحید کے نغمہ کو بلند کیا تھا اسی طرح یہ بھی ظلم و جور کے نقشے صفحہ ہستی سے محو کر کے عدل و انصاف کے نقوش کو قائم اور توحید کے نغموں سے فضا بسیط کو معمور کر دیگا غالباً سننے والوں کو تعجب ہوگا کہ یہی حجاب غیبت میں پنہاں ہو جانے والی ہستی پانچ برس یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ میں اُن جلیل مراتب پر فائز ہو چکی تھی جس کی مثال بڑی بڑی ہستیاں پیش نہیں کر سکتیں چنانچہ اسلامی کتب میں اس کی مستند گواہیاں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایک گواہیاں ملاحظہ ہوں۔

ابن حجر مکی تحریر فرماتے ہیں کہ ابو القاسم محمد الحجة وعمره عند وفاة ابيه خمس سنين لكن آتاه الله فيها الحكمة ويسمى القائم المنتظر۔ ابو القاسم محمد حجت ہیں انکی عمر اپنے باپ کی وفات کے وقت پانچ برس کی تھی لیکن اسی وقت خدا نے انکو

اسرار حکمیہ کا حامل بنا دیا تھا اُن کا نام قائم منتظر ہے (صواعق محرقہ ص ۱۲۴)

ابن خلکان نے بھی انہی لفظوں میں قائم منتظر کی فضیلتوں کا اقرار کیا ہے۔

ابن حجر، ابن خلکان جیسے اجلۂ مورخین کے قلم سے غیر متعلق ہونے کے باوجود اس گواہی کا نکلنا کہ خدا کی طرف سے اُن کو علم و حکمت کا حامل بنا دیا گیا تھا یقیناً اس قابل ہے کہ منکرین اس کے سامنے اپنے ضمیر کو سرنگوں بنا دیں۔

وجود حجت پر اکابر محققین کا اجماع

تاریخ کی متواتر صفحہ گردانیوں کے باوجود بھی ہمیں غیر مستند اقوال کے علاوہ کوئی ایسا قول نہیں ملتا جس سے وجود حجت کا انکار کیا جا سکتا ہو۔

کتب سیر کا دامن اُن ناقابل انکار گواہیوں سے لبریز ہے جن میں صریحی لفظوں میں قائم آل محمدؑ کے وجود کا اقرار کیا گیا ہے۔

ہمیں انتہائی تعجب ہے کہ ان زبردست صحیح دلائل کی روشنی میں بھی اکثر کم فہم و بے بصیرت ہستیاں نقطۂ حقیقت کی تشخیص میں ٹھوکریں کھاتی ہیں۔ حقیقتاً انہی لوگوں کی طبیعت کا اندازہ کرتے ہوئے ہمیں اسکی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم عقلی حیثیت سے وجود حجت پر بحث و تحقیق کرنے کے بعد نقلی شواہد بھی پیش کر دیں جو تاریخ کے آغوش میں کثیر تعداد کے ساتھ موجود ہیں کُل شواہد و نظائر کا مطالعہ کرنیکے لیے تو کافی ضخیم دفتر کی ضرورت ہے سردست کچھ مختصر نمونے پیش کئے جاتے ہیں اور امید ہے کہ ناظرین کرام سکون و اطمینان کی گھڑیوں میں اُن کا مطالعہ فرمائیں گے یوں تو سواد اعظم کی قریب قریب تمام کتابوں

میں ان شواہد کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن اس وقت ہم چند مستند کتب و اسفار سے ان روایات و احادیث کی ایک مختصر مگر جامع فہرست درج کرنا چاہتے ہیں جس سے وجود حجت اور غیبت قائم کے متعلق ناظرین کو کوئی حتمی و یقینی رائے قائم کرنے کا موقع مل سکیں گے اور انھیں اس کا اندازہ ہوگا کہ حضرت حجۃ عجل اللہ فرجہ کے متعلق شیعوں کا قائم کردہ نظریہ انکی ایجاد نہیں ہے بلکہ سواد اعظم کے اجلہ حفاظ و شیوخ کے افادات کے پیمانے اس سے چھلک رہے ہیں۔

(۱)

شیخ کمال الدین محمد ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ اما عمرہ فانہ ولد فی ایام المعتمد علی اللہ خاف فاختفی الی الآن فلم یکن ذکر ذالک اذ من غاب وان انقطع خبرہ لا توجب غیبتہ وانقطاع خبرہ الحکم بفقد عمرہ ولا بالقضاء حیاتہ مطالب السؤل ص۳ آپ زمانہ معتمد باللہ عباسی میں متولد ہوئے اور خوف کی وجہ سے پوشیدہ ہو گئے اور اس وقت تک مخفی و غائب ہیں غیبت کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی اس لیے کہ جو شخص غائب ہے اگرچہ اس کی خبر غیر معلوم ہو مگر بایں ہمہ اس کی نہ موت متیقن کہی جا سکتی ہے اور نہ اس کی زندگی کے متعلق مقدار بتائی جا سکتی ہے اس کے علاوہ علامہ موصوف نے حیات حضرت حجۃ پر بحث کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جب پیغمبر کی تمام بتائی ہوئی علامتیں حضرت حجۃ پر منطبق ہو رہی ہیں تو یقیناً مہدی موعود ان ہی کو ہونا چاہیے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ اذا کانت الصفات التی ھی علامۃ دلالۃ لثبوت الاحکام المذکورۃ

موجودة فی الحجة الخلف الصالح محمد تعین اثبات کون المهدی المشار

الیه من غیر جنوح الی الاحتمال لتجدد و غیرہ فی الاستقبال جبکہ وہ

تمام صفتیں جبکہ علامت قرار دی گئی ہیں ثبوت احکام مذکورہ کے دلالت کرنے

کی حضرت حجتؑ کے اندر موجود ہیں تو متیقن ہوا کہ مہدیٔ موعود مشار الیہ آپ ہی کو

کہا جائے بغیر اس کے کہ ہم یہ احتمال کریں کہ وہ آئندہ پیدا ہوں گے ۔

پیشانی فلک پر خود دیتے ہوئے ستاروں کی قسم ۔ جلوہ ید بیضا کی قسم ۔ چاک گریبان

سحر کی قسم ہے اور ضرور ہے ۔ چاند کی چاندنی اور موج آب کی روانی ۔ نسیم سحر کے

خرام ناز پھولوں کی نکہت ۔ امکان کا ہر ذرہ گواہ ہے کہ عالم کسی شمع حسن کی تجلیوں کا

آئینہ بردار ہے مجھ سے نہیں فضا کے خاموش پردوں سے پوچھو وہ تمھیں بتائینگے اور ضرور

بتائینگے کہ زمانہ جس کا منتظر اور چشم فلک جس کی آمد کی نگراں ہے وہ آئیگا اور ضرور آئیگا

تاریخ کی شہادتیں اور پیغمبر کی حدیثیں اگر سچی ہیں تو ہلال ماہ شعبان سے

اسی کے طلعت حسن کی قسم لیجئے پوچھو وہی تمھیں حسن پردہ پوش کا افسانہ سنائیگا پوچھو اور

ضرور پوچھو وہی تمھیں بتائیگا کہ آنیوالا آیا اور یوں نہیں بلکہ اس طرح کہ پیغمبر کی

بشارتیں اس کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھیں عصمت کا نورانی پھریرا اس کے سر پر لہرا

رہا تھا ۔ انسانیت اور فطرت اس کا موج تبسم کے ساتھ استقبال کر رہی تھی اور

ایک معصوم کی نگاہ انتظار آرزو بھری فلک کے دامنوں کا شمار کر رہی تھی حسین اور کتنا حسین

تھا وہ منظر کہ رات کی تاریکی میں کسی آنیوالے کے انتظار میں دنیا ہمہ تن انتظار بنی ہوئی تھی

نرگس کی خمار آلود آنکھیں۔ لالہ کا داغ جگری۔ سبزہ کی خاموشی۔ موجوں کا اضطراب۔ سنبل کی شب
کی پریشانی اس کا پتہ دے رہی تھی کہ آنے والے کا انتظار ہے۔

مبارک اور سعید مبارک تھی وہ ساعت جب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور دنیا جس شمع حسن کے دیدار کی منتظر تھی وہ فانوس خانۂ عصمت امام حسن عسکریؑ میں جلوہ افروز نظر ہوا اور پیغمبر اسلام کی یہ مسلمہ حدیث کہ واللہ لتتبعن سنن الذین من قبلکم حتی انھم لو دخلوا فی جحر ضب لدخلتموہ خدا کی قسم تم ضرور ان لوگوں کے راستے پر چلو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں (یعنی بنی اسرائیل) یہاں تک کہ اگر وہ کسی سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ضرور داخل ہوگے جس کی بنا پر دنیائے اسلام نیمۂ شعبان میں متولد ہونے والے عظیم الشان مولود کا انتظار کر رہی تھی۔ سچ ہو کر رہا۔

اب تک جو کچھ پیش کیا گیا وہ یہ ثابت کرنے کیلئے یقیناً کافی تھا کہ دنیا جس کے وجود کی منکر تھی وہ آیا اور طبیعت کے لطیف دامن میں پناہ لینے والوں اور مشاہدہ پرستی کے قیدیوں کو ان کے تخیلات و معتقدات کی زنجیروں سے چھٹکارا دینے کے لیے آیا۔ لیکن عروس حقیقت کے جمال کو دلآویز بنانے کیلئے دو چار مناظر ارباب بصیرت کے مطالعہ کے لیے اور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حق پرستی اور انصاف نوازی کے جذبات نے اگر رہنمائی کی تو انشاء اللہ نقطۂ حق و صواب تک رسائی کچھ زیادہ دشوار نہ ہوگی

پیغمبر کی بشارت کا پہلا منظر

اخرج اصبہانی و الباوردی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابشروا بالمہدی

رجل من قریش من عترتی یخرج فی اختلاف من الناس و زلزال فیملاء الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و یرضی عنه مسکن الارض والسماء

احمد ابن حنبل اور باوردی نے اس روایت کی تخریج کی ہے کہ پیغمبر نے ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس تم کو مہدی کا ظہور مبارک ہو یہ میری عترت میں سے ایک شخص قریشی ہے جو اس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں اختلاف ہوگا اور زمین لرز رہی ہوگی وہ اس کو بالکل اسی طرح عدل و انصاف کی رحمت سے پر کر دیگا جس طرح وہ ظلم و جور کی تاریکیوں سے لبریز ہو چکی ہوگی وہ اموال کو صحت و کامل مساوات کے ساتھ لوگوں میں تقسیم کریگا اور امت پیغمبر اسلام کے دلوں کو سکون و اطمینان کی دولت سے پر کردیگا اور اس کا عدل اس کے گرد محیط ہو جائیگا (صواعق محرقہ ابن حجر مکی طبع مصر ص ۱۰۲)

بشارت کا دوسرا منظر

قال علی قال لولم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللہ رجلاً من اھل بیتی یملاءھا عدلاً کما ملئت جوراً حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر زمانے کا صرف ایک دن رہ جائیگا تب بھی خدا میرے اہلبیت سے ایک ایسے شخص کو مبعوث بامامت کریگا جو زمانہ کو بالکل اسی طرح عدل و انصاف سے پر کر دیگا جس طرح ظلم و ستم سے چھلک چکا ہوگا (نور الابصار ص ۱۵۴)

صرف احادیث و بشارات ہی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے علاوہ ثقات اہلسنت کی بیشمار ایسی تائیدات موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے بعد وجود حجت

میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ ذیل میں تائیدی مناظر کا ادنیٰ سا نمونہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے بیشک ہمارے لیے ضرورت تھی کہ ہم احادیث و بشارات کی مکمل فہرست اس مقام پر پیش کرتے مگر شیعہ اربابِ علم کے افادات کو سامنے رکھنے کے بعد اس امر کی کچھ زیادہ ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ وہی اور صرف وہی مناظر پیش کرنے کے قابل ہیں جن کے چہرے پر خفا کا پردہ پڑا ہوا ہے یا جو پوری وضاحت کے ساتھ عوام الناس کے سامنے نہیں آسکے بنا بریں میری رفتار قلم مجبور ہے کہ وہ تائیدات کے اکثر دلفریب مناظر کو نظر انداز کرنے ہزاروں موثق حدیثوں سے قطع نظر کرتے ہوئے جس طرح میں نے نظریہ بالا کے اقتضا کے مطابق صرف ایک دو حدیثیں نقل کرنے پر اکتفا کی ہے بعینہ اُسی طرح محققین ملت اسلامیہ کے افکار کو ناظرین کرام کے سامنے پیش کرنے میں بھی اسی قدر اختصار سے کام لیتا ہے۔ شاید پیش کردہ حقائق کو شمع راہ بننے کا شرف حاصل ہو سکے۔

محققین اہلسنت کے گرانقدر افکار و آراء اور زمرہ نور غیبت حجۃ کا صریحی اقرار

(۱) علامہ کمال الدین ابو سالم محمد ابن طلحہ شافعی تحریر کرتے ہیں الباب الثانی عشر فی ابی القاسم محمد ابن الحسن الخالص ابن علی المتوکل ابن محمد القانع ابن علی الرضا ابن موسی الکاظم ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن علی بن الحسین ابن علی ابن ابیطالب الخ بارھواں باب ابو القاسم محمد ابن حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین

ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے تذکرہ میں ہے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے زمان و لادت کی تعیین اور اس کے بعض حالات کو قلمبند کرتے ہوئے ان احادیث و روایات کو جمع کیا ہے جن سے حجۃ العصر کے وجود کا عقیدہ استحکام پذیر ہو جاتا ہے۔

عبارت محولہ چونکہ طولانی ہے اس لیے ہم صرف اس کا حوالہ ہی نقل کرتے ہیں۔

(۲) مطالب السئول (محی الدین عربی کی توثیق) و اعلموانہ لابد من خروج المھدی ولکن لا یخرج حتی تملأ الارض جوراً و ظلماً فیملأھا قسطاً و عدلاً ولو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطال اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی ذلک الخلیفۃ وھو من عترۃ الرسول من ولد فاطمۃ جدہ الحسین ابن علی و والدہ الحسن العسکری ابن الامام علی النقی ابن الامام محمد التقی ابن الامام علی ن الرضا ابن الامام موسیٰ الکاظم ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام محمد الباقر ابن الامام زین العابدین ابن الامام الحسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم یواطی اسمہ رسول اللہ

یہ امر بلا شبہ یقین کر لینے کے قابل ہے کہ امام مہدی صاحب العصر کا ظہور وصی لازمی ہے مگر ان کا ظہور اس وقت ہوگا جبکہ زمین ظلم و جور سے لبریز ہو گی پس وہ ظاہر ہو کر اسکو عدل و انصاف سے معمور کرینگے اور دنیا کے اختتام میں اگر صرف ایک ہی دن باقی ہوگا تب بھی خدا اُسکو طولانی کر دیگا تاکہ وہ خدا کا خلیفہ زمین کی ولایت و امامت کا حامل ہو جو رسول

کی عترت و فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔ اُس کے جد بزرگوار حسینؑ ابن ابی طالبؑ اور والد حسن عسکریؑ ابن علی نقیؑ ابن محمد تقیؑ ابن علی رضاؑ ابن موسیٰ کاظمؑ ابن جعفر صادقؑ ابن محمد باقرؑ ابن زین العابدینؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں ان کا نام رسولؐ کے نام سے مشابہ ہوگا۔ (فتوحات مکیہ)

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی البیان فی اخبار صاحب الزمان کے صفحہ پر ائمہ اولاد علیؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں و خلف علی ن الھادی من الولد ابا محمد ن الحسن العسکری امام علی بن محمد تقیؑ نے اپنے بعد اپنی اولاد میں سے اپنے فرزند ابو محمد ن الحسن العسکری کو چھوڑا۔

اس عبارت کے بعد تاریخ ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے پھر رقمطراز ہیں وابنہ ھو الامام المنتظر یعنی آپ ہی کے فرزند امام منتظر ہیں۔

علامہ موصوف نے کچھ معمولی تفرقہ کے ساتھ انہی الفاظ کا اپنی کتاب کفایۃ المطالب میں بھی اعادہ کیا ہے۔

(۴) حافظ محمد ابن محمود حنفی نے حضرت حجتؑ کے حالات ولادت وغیرہ کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے و مناقب المھدی رضی اللہ عنہ صاحب الزمان الغائب عن الاعیان الموجود فی کل زمان کثیرۃ وقد دلت الاخبار علی ظھورہ و اشراق نورہ بہ ختمت الامامۃ و ھو الامام من لدن مات ابوہ الی یوم القیامۃ و علیٰ یصلی خلفہ و یصدق علی دعواہ

دید عوالی الملۃ التی ھو علیھا النبی صاحب الملۃ امام مہدی حجۃ اللہ کہ نگاہ سے اوجھل ہیں ہر زمانہ میں موجود اور ملقب بہ صاحب العصر ہیں ان کے اوصاف بے حد کثیر و وافر ہیں ان کے ظہور اور اشراق نور کی بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ آپ ہی پر سلسلۂ امامت کی انتہا ہوئی اور آپ اپنے والد کی وفات کے وقت سے قیامت تک امام ہیں اور حضرت عیسٰیؑ بن مریم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کے دعوے کی تصدیق اور آپ کے جد بزرگوار کی ملت کی طرف دنیا کو دعوت کرینگے (فصل الخطاب)

علامہ جمال الدین رقمطراز ہیں: کلام در بیان امام دوازدہم محمد ابن الحسن تولد ہمایونی آن در درج ولایت وجوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایت در ماہ شعبان ۲۵۵ سنہ ہجری در سامرہ اتفاق افتاد مادر آن عالی گہر ام ولد بود مسماۃ نرجس خاتون و آں امام ذوی الاحترام در کنیت و نام با نام خیر الانام موافقت دارد و مہدی منتظر خلف الصالح صاحب الزمان در القاب او منتظم است در وقت رحلت پدر بزرگوار خود بروایتے کہ بصحت اقرب پنجسالہ بود و بقول ثانی دو سالہ و حضرت واہب العطایا آن شگوفہ گلزار را مانند یحیٰی بن ذکریا در طفولیت حکمت کرامت فرمودہ در وقت صبا بمرتبۂ بلند امامت رسانیدہ و صاحب العصر و الزمان و مہدی دوران در زمان معتمد عباسی در سنہ ۲۶۵ یا ۲۶۶ سنہ در سرداب سر من رائے از نظر برایا غائب شد۔ یہ مبحث بارھویں امام کے بیان میں ہے محمد ابن الحسن علیہم السلام آپ کی ولادت ہمایونی معدن ہدایت و صدف ولایت میں بقول اکثر راویان ۲۵۵ سنہ

میں ہوئی یہ آپ کی مادر عالی گہر ام ولد تھیں جن کا نام صیقل یا سوسن یا نرجس تھا یہ محترم امام کنیت و نام میں رسالتمآب سے مشابہت تامہ رکھتا ہے اور مہدی منتظر و قائم و صاحب الزمان یا تمام الفاظ آپ کے سلسلۂ القاب میں منسلک ہیں روایت صحیحہ کے مطابق آپ کی عمر اپنے والد بزرگوار کی موجودگی میں پانچ سال تھی اور اس عمر میں اس گل گلزار نبوت کو یحییٰ ابن زکریا کی طرح حکمت مرحمت کی گئی اور شباب میں عہدۂ امامت تفویض کیا گیا صاحب العصر و الزمان ۲۶۵ھ یا ۲۶۶ھ میں بزمانہ معتمد عباسی سامرہ کے سرداب میں جا کر دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے

اس عبارت کے بعد علامہ موصوف نے کچھ اشعار نظم کئے ہیں جن سے انکی عقیدت کا جوہر پوری طرح آشکار ہو جاتا ہے قارئین کرام کے ملاحظہ کیلئے وہ اشعار بھی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بیا اے امام ہدایت شعار — کہ بگذشت حد غم انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن نقاب — میاں ساز رخسار چوں آفتاب
بروں آئے از منزل اختفا — نمایاں کن آثار مہر و وفا

اسی عبارت کو کچھ معمولی سے تفرقہ کے ساتھ عیار رضی بدنی نے مرآۃ الاسرار میں مندرج کیا ہے (روضۃ الاحباب)

فضل ابن روزبہان نے ائمہ اولاد فاطمہؑ کے فضائل کا ذکر کر کے ایک سلام نظم کیا ہے جس کے آخر میں اشعار یہ ہیں۔

سلام علی القائم المنتظر — ابی القاسم القرم نور الہدیٰ

وہ قائم منتظر جو ہدایت کا نور اور مکنی بابی القاسم ہے کہ پیغمبر اسلام ہے

سیطلع کالشمس فی غاسق ینجیه من سیفه المنتضی

عنقریب وہ تاریکی میں آفتاب کی طرح نمایاں ہوگا اور اپنی کھنچی ہوئی

تلوار سے زمانہ کو ظلمت سے پاک کر دے گا

تیسرے شعر میں شاعر نے کہا ہے۔ تم دیکھو گے کہ دنیا اُس کے عدل سے اسی طرح بہرہ مند ہو جائیگی جس طرح وہ دشمنوں کے ظلم سے ستائی ہوئی۔ سلام علیه و آبائه وانصاره ما دامت السماء ان پر ان کے آباؤ اجداد اور ان کے انصار پر جب تک آسمان باقی ہے اس وقت تک سلام ہو (شرح شمائل ترمذی)

شیخ عامر ابن عامر بصری بھی وجود حجت کے قائل ہیں۔ ممدوح نے اپنے قصیدہ ذات الانوار میں لکھا ہے کہ الفوز الاسنی فی معرفة صاحب الوقت ذاته ووقت ظهوره نورانی نجم صاحب الزمان صاحب العصر اور اُن کے وقت ظہور کی معرفت میں اس سرخی کے ذیل میں اُن کا یہ شعر بھی لکھا ہے کہ

اے امام ہدایت آپ کی غیبت کا سلسلہ کب تک قائم رہے گا پردۂ غیب سے نکل کر اب ہم پر احسان فرمائیے

ان اقوال سے یہ حقیقت اچھی طرح دل نشین ہو جائیگی کہ وجود حجت کا عقیدہ شیعوں کا خود ساختہ نہیں بلکہ پیغمبر اسلام کی متفقہ احادیث بھی اس بات میں اُنکی ہم آواز ہیں

ختم شد

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۶۲	خدا کی معرفت	۸ر	ا٠ر
۶۳	شہدائے کربلا حصہ سوم	۴ر	ار
۶۴	خلافت و امامت حصہ ششم	۸ر	ا٠ر
۶۵	دی لاسٹ مسیج آف حسینؑ	۲ر	٠ر
۶۶	ہمارے رسوم و قیود	۲ر	٠ر
۶۷	شیعوں کی تازہ زندگی	ار	٠ر
۶۸	صحیفہ اعمال مترجم	عہ ر	۴ر
۶۹	مذہب شیعہ اور تبلیغ	ار	٠ر
۷۰	اسیری اہل حرم	ا٠ر	٠ر
۷۱	دی مشن آف حسینؑ انگریزی	ار	٠ر
۷۲	نظام زندگی حصہ اول	۴ر	ار
۷۳	نظام زندگی حصہ دوم	۵ر	ار
۷۴	حقیقت اسلام	ا٠ر	٠ر
۷۵	مظلوم کربلا	۲ر	٠ر
۷۶	دی مارٹر آف کربلا انگریزی	٠ر	٠ر
۷۷	تناسخ پر مختصر بحث	۲ر	٠ر

نمبر شمار	نام رسالہ	قیمت	محصول ڈاک
۷۸	نظام زندگی حصہ سوم	۷ر	ار
۷۹	حیات قومی	ار	٠ر
۸۰	جبر و اختیار	ار	٠ر
۸۱	مذہب و عقل	۹ر	ا٠ر
۸۲	حسینؑ کا پیغام عالم انسانیت کے نام گجراتی ترجمہ	۲ر	٠ر
۸۳	سندھی 〃	۲ر	٠ر
۸۴	ہندی 〃	ا٠ر	٠ر
۸۵	بنگالی 〃	۲ر	٠ر
۸۶	ذرات ازلی نہیں اردو	ار	٠ر
۸۷	اقوام عالم میں عورت کا معیار	۴ر	ار
۸۸	نظام زندگی حصہ چہارم	۵ر	ار
۸۹	جبر و اختیار (قسط دوم)	ار	٠ر
۹۰	مسئلہ دعا	ار	٠ر
۹۱	صلح اور جنگ	۳ر	٠ر
۹۲	اثبات حجت	۲ر	٠ر

حضرات!
لکھنؤ میں ملنے والی ہر علمی
ادبی، اخلاقی و دینی کتاب
مشن کے ذریعہ سے طلب
فرمائیں!

فہرست امامیہ مشن بک ایجنسی لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	قیمت مجلد	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	کائنات قبل از اسلام	۲ر	شر	۱۳	شاہزادۂ علی اصغر	۶ر
۲	قاتلان حسینؑ کی گرفتاری	۸ر	۲ر	۱۴	حصول اسلام کی حقیقت	۴ر
۳	حج و بینات	عہ	۲ر	۱۵	ثبوت تقیہ	۱ر
۴	ذخیرۃ الاحکام	۴ر	۱ر	۱۶	ذاکری کی پہلی کتاب حصہ دوم	۳ر
۵	صحیفہ تجلی	۸ر	۱ر	۱۷	شادی خانہ آبادی	۲ر
۶	رجال بخاری حصہ دوم	۶ر	۱ر	۱۸	گاؤ کشی اور مسلمان	۲ر
۷	تاریخ ازدواج	۸ر	ا۰ر	۱۹	ہمارے نبیؐ	۱ر
۸	الہامی کلمات	۳ر	ار	۲۰	ہدایۃ الاطفال	۱ر
۹	ہمارے رسولؐ	۲ر	ار	۲۱	ہدیہ آصفیہ	۳ر
۱۰	ہماری خاتون جنت	۲ر	ار	۲۲	گل عصمت	۱ر
۱۱	قاتلان عثمان	۵ر	ا۰ر	۲۳	تاریخ حسینی	۹
۱۲	محافل و مجالس چہاردہ معصومینؑ	عہ	۲ر	۲۴	ذاکری کی دوسری کتاب حصہ اول	۸
				۲۵	مقدمہ تفسیر قرآن	۴

ملنے کا پتہ: سکریٹری امامیہ مشن رجسٹرڈ نخاس لکھنؤ

پبلشر

سید مصطفےٰ احسن رضوی سکریٹری امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ

پرنٹر

سید نثار علی رضوی لکھنؤ

ہر قوم کی کتابیں اسکی بلند یا پست ذہنیت کا آئینہ ہوتی ہیں

ہے یا نہیں؟

کتب خانہ مجلس ارباب تحقیق "سلسلہ اطفال" میں حضرت نجم آفندی کا تحریر فرمایا ہوا سلسلہ نصاب دینیات پیش کر رہا ہے یہ قوم کی بنیادی اور اہم ضرورت کی تکمیل ہے یا نہیں یہ طرز عہد حاضر کی مذہب بیزاری کے خلاف کامیاب حربہ ہے یا نہیں؟ ادارہ کی یہ ہمت قابل داد ہے یا نہیں؟ اس کا تصفیہ آپ پر موقوف ہے

ہمارا نصب العین ہے "ایک سے ایک بہتر"

معتمد نشر و اشاعت

مجلس ارباب تحقیق حیدرآباد دکن